کر کے منھ سوے مدینہ پھر یہ پکاری زینب
تن نازک پہ اب اپنے کے روا تھا یہ غضب
یا محمد جو بپا ہم پہ ہیں تیری روز و شب
تیر و خنجر و تبر و دشنہ و تلوار چلے

ساکن عرش بریں کرتے تھے جنکی پابوس
پابرہنہ سر عریاں دل بریاں افسوس
دھوپ روزانہ ہے سر انکے اپر دو ٹکے واوس
قریہ و دشت و دہ و کوچہ و بازار چلے

دم بدم خون جگر ان کے تئیں ہے اوقات
شور رونے کے سے کیا شور قیامت کو مات
سر دسایہ نہیں کچھ سر پہ بجز حق کی ذات
اس خرابی سے ترے عترت اطہار چلے

ہمیں سنتے ہیں یہ ملعون ہماری زاری
حال دشمن کے بھی دشمن پہ نہو یہ طاری
طعن و طنز انکے سے ہیں زخم دلو پر کاری
جسطرح قید میں ہم سید ابرار چلے

تجھ بن اب کس سے کریں حال یہ اپنا اظہار
دیکھکر دور بجھے دے کے دغا آخر کار
تیرے آگے جو کہلاتے تھے کہ ہم ہیں دیندار
خانۂ دین کے تئیں کر کے یہ مسمار چلے

ظالموں نے ہمیں دکھلائے یہ اپنے کردار
حلق پیاسے یہ سمجھتے ہیں چلے ہے تلوار
صورت اس حال کی آنکھوں میں پھرے ہے ہر بار
پانی کی آگے ہمارے جو کہیں دھار چلے

اے مقدور کہاں آگے جو احوال پڑھے
خون ٹپکتے ہوے سر نوک پہ نیزوں پہ چڑھے
نے کفن لاشوں کو گواہی ملے نے گور گڑھے
ہاے یوں شہر مدینے سے وہ سردار چلے

مطلب اسطرح محمد سے کہیں تھیں زینب
سے زمیں تا بہ زمن حشر کا عالم تھا جب
اہل بیت نبوی بیٹھے جاتے تھے سب
قتلگہ پر سے وہ با دیدۂ خونبار چلے

سودا تجھ تو نہ کہ آگے یہ کر احوال تمام
پنجتن پاک کا تو اپنے تئیں کہیو غلام
سنکے یہ مرثیہ بیتاب ہیں سب خاص و عوام
تیرے مذہب کی اگر بزم میں تکرار چلے

مرثیہ حضرت

دل سے ہیں مرغ چمن آج کہ نالاں ہیں ہم
ہے یہ بلبل کے زباں زد کہ پریشاں ہیں ہم
کہتے ہیں گل کہ صدا چاک گریباں ہیں ہم
نرگستان کا سخن یوں ہے کہ حیران ہیں ہم

جامۂ ماتمیاں سے ہے بتن نیلوفر
قمری کو سمجھو کہ اخگر سے تہ خاکستر
نظر آتا نہیں یہ خوشۂ تاک انگور
آتش غم سے ہیں لائے کانٹ اٹھ داغ جگر
سرو کہتا ہے یہی آہ گلستاں میں ہم
باغ کا آبلۂ غم سے ہوا دل مسعود

بگر پنجہ کو ماتم نے کیا چکنا چور کر
صبح کو باد صبا ڈالے تھی سر اپنے پہ خاک
جسکو میں انجمن سے پوچھا کہ تو کیوں ہے غمناک

بانو ہو کون ہیں یہ دشت بلا بیچ شہید
ہو گئی جن کو تہ تیغ لعین قوم یزید کو
ٹہنی کو کاٹ کے ہے فائدہ کرنا پیوند

قاطع اس نخل کے اتنے جو پھرے ہیں خرسند
شاخ بے برگ پہ پتے کو ذرا کر تو نظر
کٹتے ہیں اہل حرم سے خبر اے پیغمبر

ہم سمجھتے تھے کہ ہم ہیں گل باغ نبوی
جھٹکا دامن کے تئیں ان نے طرف جسکی لی

اس مصیبت میں اجل آئے اپنے کہانے لاویں
چشم پوشی وہ کرے جسکی طرف ہم جاویں

پانیکا جس ہی کہ اس قوم میں کرتے ہیں سوال
سو کہ نزدیک نہیں ان کے محمدؐ کی آل

نہ خورش دن کو میسر نہ ہمیں رات کو خواب
کیا قیامت میں خدا کو یہ شقی دینگے جواب

حق تعالیٰ انھیں نابود کرے جلد کہیں
ہمکو چیونٹی سے بھی کم جانیں ہیں اور اپنے تئیں

پانی کس سے کہیں جا کے ہم اپنی نہ تاب
اسقدر گرم ہے جسطرح سے ہوا آتش کباب

زندگانی سی کیا سوخت نے ہر دم کی یاس
آہ بھرتے ہیں تو آتی ہے جلے گوشت کی باس

اس مصیبت سے ہمیں شام لیے جاتے ہیں
کھینچکر تیغ کبھو سامنے آجاتے ہیں

گل پہ شبنم یہی کہتی ہے کہ گریاں ہیں ہم
یعنی ہے آج بھی پھولوں کی کلیوں کا چاک
لوٹے ہے لعزیہ داران شہیدان ہیں ہم

علی اور فاطمہ کے سب ہیں وہ فرزند سعید
انکے ماتم کے سبب مضطر و ترسان ہیں ہم

کیوں کیا ابن پیمبر کا جدا بدن سے بند
کیا سمجھتے یہ نہیں مورد نقصان ہیں ہم

سر حسین ابن علی کا ہے یوں ہی نیزے پر
تجھ تئیں آ نہیں سکتے کہ اسیران ہیں ہم

گردش چرخ نے یہ ہم سے بدی ایسی کی
دشت غربت میں گرفتار مغیلان ہیں ہم

ہیں یہ وہ لوگ محمدؐ سے نہ جو شرماویں
گویا اس بادیہ میں ریگ بیابان ہیں ہم

سامنے لاکے زمیں پر وہ لعین دے ہے ڈال
لیکن اتنا تو یہ سمجھیں کہ مسلمان ہیں ہم

کسی حیوان پہ زمانے میں نہ ہوگا یہ عذاب
دل میں انکے نہیں آتا ہے کہ انسان ہیں ہم

زیادتی ایسی یہ کیا غصے میں ہے قوم لعین
سمجھے ہے ہر متنفس کہ سلیمان ہیں ہم

اب ٹپکتا ہے جو آنکھوں سے ہماری خوناب
یہ سلوک ان سے انھوں کے دل بریاں ہیں ہم

اٹھ پہر آتش غم دل کے سلگتی ہے پاس
ہاتھ سے انکے زبس سینہ سوزاں ہیں ہم

کبھو برچھی کی انی آن کے بتلاتے ہیں
ہیبت و خوف سے اب قالب بیجان ہیں ہم

قیدے گر ہمیں آزاد کریں اب یہ لئیم
پوچھے جو کوئی کہ ہے کون یہ کسکا ہے یتیم
لیکے عابد کو ہوں مقتل پہ شہ دین کے مقیم
روئیں کہیں معتکف گور غریباں ہیں ہم

بیٹا اسکا یہ ہے جسے کہتے رسول الثقلین ہو
دیکھتا ہے کدھر اے فاطمہ کے نور العین
بر میں آجا تو ہمارے بھی ترے صدقے حسین
تو مبدم لاڈ ترے کرینگے قربان ہیں ہم

سودا ان ظالموں کے ہاتھ کر اب بخلی وطن
چلو پانی بھی پلا اُس کی نہ کاٹی گردن
اک یہ آزار ہمیں نہ گور اس کو ملی ہے نہ کفن
لشتہ کہتے ہیں لعین صاحب ایمان ہیں ہم

چور ہو جب وہ گرا گھوڑے سے بر روے زمین
ظہر کا وقت اگر ہاتھ سے ٹلجاوے کہیں
جلدی سر کاٹ لو اسکا یہ لگے کہنے لعین
ہونگے شرمندہ خدا سے کہ مسلمان ہیں ہم

سر نواسے کا نبی اپنکے لیں سر سے اُتار
زہے اسلام و زہے دین و زہی یہ دیندار
ہاتھ سے وقت نماز اُس پہ نہ دیویں زنہار
کفر کہتا ہے کہ اس دین پہ حیران ہیں ہم

کر چکے قطع سخن اپنے کو اب اہل حرم
بازپرس اُنکی جو محشر میں پڑے گی جسدم
سودا یاں تو بھی ہو خاموش نہ مار اے دم
یوں وہ فرماتے ہیں حامی ترے دامان میں ہم

مرثیہ حضرت

یارو سنو تو خالق اکبر کے واسطے
وہ بوسہ گہ نبی تھی پیمبر کے واسطے
انصاف سے جواب دو حیدر کیواسطے
یا ظالموں کی بُرّش خنجر کے واسطے

کیا تیغ و تیر و نیزہ و کیا کارد کیا تبر
کوئی چڑھائے چرخ کوئی رگڑے سنگ پر
لے سیل تا بدشنہ و برچھی سے تا خنجر
اُس نور چشم شافع محشر کیواسطے

وہ نازکی گلو کہ نبی کی ہوا تھا خلق
جس سینے پر مگس ہو تو ہو فاطمہ کو قلق
یا اس لیے کہ ذبح کریں اسکو تشنہ حلق
واں بیٹھے شمر کاٹنے کو سر کیواسطے

شمشیر ہی تو دشمن دین کے لیے قتال
نیزے کی بہر سینۂ اعدا بنی تھی بھال
یا اسلیے کہ قتل ہو اُس سی کہ نبی کی آل
یا اُنکے سر دکھانے کو گھر گھر کیواسطے

اکثر چلانا تیر کا تو دے یہ ہے صواب
ٹک منصفی سے دو مری اس بات کا جواب
یا کیجئے تو وہ سینۂ ابن ابو تراب
یا رد نبی کی روح مطہر کے واسطے

دیکھا جہاں میں کافر و دیندار کا بھی سیر
اُنکی سی پر قساوت قلبی نہ کی میں سیر